ہفت روزہ

1

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳ جنوری ۱۹۵۸ء

Siraj-ul-Haq Siddiqi

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ و عقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواہ البخاری وفی روایۃ انس وشہادۃ الزور بدل الیمین الغموس (متفق علیہ)۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑے گناہ یہ ہیں (۱) کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نا فرمانی۔ (۳) کسی کو بلا وجہ شرعی مار ڈالنا (۴) اور جھوٹی قسم کھانا (بخاری) اور انس کی روایت میں جھوٹی قسم کی بجائے جھوٹی گواہی دینا پایا جاتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ وما ھن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربو واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو! لوگوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ وہ کون سی باتیں ہیں۔ فرمایا (۱) کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا۔ (۳) اس جان کو جس کو مار ڈالنا خدا نے حرام قرار دیا ہے۔ مار ڈالنا۔ مگر حق شرعی کے طور پر مار ڈالنا جائز ہے۔ (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی کے روز پشت دکھانا (یعنی میدان جنگ یا جہاد سے بھاگ جانا) (۷) پاک دامن اور بے خبر عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مؤمن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مؤمن ولا ینتھب نھبۃ یرفع الناس الیہ فیھا ابصارھم حین ینتھبھا وھو مؤمن ولا یغل احدکم حین یغل وھو مؤمن فایاکم ایاکم (متفق علیہ) وفی روایۃ ابن عباس ولا یقتل حین یقتل وھو مؤمن قال عکرمۃ قلت لابن عباس کیف ینزع الایمان منہ قال ھکذا وشبک بین اصابعہ ثم اخرجھا قال فان تاب عاد الیہ ھکذا وشبک بین اصابعہ وقال ابو عبد اللہ لا یکون ھذا مؤمنا تاما ولا یکون لہ نور الایمان ھذا لفظ البخاری۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی زنا کے وقت پورا مومن نہیں رہتا۔ اور چوری کرنے والا چوری کے وقت پورا مومن نہیں رہتا اور شراب پینے والا شراب پینے کے وقت مومن کامل نہیں رہتا۔ اور دوسروں کا مال لوٹنے والا جبکہ اس کو لوٹتے ہوئے لوگ دیکھ رہے ہوں۔ پورا مومن نہیں رہتا اور تم میں سے جو شخص خیانت کرتا ہے۔ وہ خیانت کے وقت مومن کامل نہیں رہتا۔ پس تم لوگ ان تمام باتوں سے بچو۔

اور ابن عباسؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ اور قاتل جس وقت کہ کسی کو قتل کرتا ہے۔ مومن نہیں رہتا۔ عکرمہؒ راوی کا بیان ہے۔ کہ یہ روایت سن کر میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ایمان کس طرح (لوگوں کے دلوں سے) نکال لیا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر اور کھینچ کر بتایا اور فرمایا اس طرح ایمان کھینچ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ابن عباسؓ نے فرمایا اور جب آدمی ان تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے۔ تو اسی طرح ایمان دلوں میں واپس چلا جاتا ہے۔ اور ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری) کہتے ہیں کہ قاتل (اور اسی طرح دوسرے گناہوں کا مرتکب) پورا مومن نہیں ہوتا۔ اور نور ایمان اس میں نہیں رہتا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ المنافق ثلث زاد مسلم وان صام وصلی وزعم انہ مسلم ثم اتفقا اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کے بعد یہ لفظ ہیں۔ کہ اگرچہ وہ شخص روزہ رکھتا ہو۔ نماز پڑھتا اور اپنے مسلمان ہونے کا دعوے کرتا ہو۔ (اور اس میں ان علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے۔ تب بھی وہ منافق ہی ہے) اس کے بعد بخاری اور مسلم دونوں کے متفقہ الفاظ یہ ہیں بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو خلاف وعدہ کرے کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا ائتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص میں چار باتیں پائی جائیں۔ وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان چاروں باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے۔ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ جب تک کہ وہ ان باتوں کو یا ان میں سے جو بات اس میں پائی جائے۔ اس کو ترک نہ کر دے (اور وہ چار باتیں یہ ہیں):۔

(۱) امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) عہد کرے تو اس کو توڑ دے۔ (۴) اور کسی سے لڑے۔ تو گالیاں بکے۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳	۱۱ جمادی الاخری ۱۳۷۷ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۵۸ء	شمارہ ۳۴

ضروریاتِ زندگی کی گرانی

ضروریاتِ زندگی کی ہوشربا گرانی کا کسے علم نہیں۔ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کا ہر شہری خواہ وہ امیر ہو یا غریب گرانی کا اثر محسوس کر رہا ہے۔ غریب تو اس کے بوجھ تلے پسا جا رہا ہے مگر صبر کا یہ مجسمہ اس کے باوجود خاموش ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ اس کی یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ نہ ہو اور کسی کے خرمن کو بجلی بن کر نہ جلا ڈالے۔ امیر اپنے لاتعداد ذرائع آمدنی کی وجہ سے اس کا مقابلہ کر رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ گزشتہ سو سال کی تاریخ میں اس قدر گرانی برِّ صغیر ہند و پاکستان میں کبھی نہیں سُنی گئی۔ اس کی ابتدا ۱۹۳۹ء میں ہوئی۔ جب دوسری عالمگیر جنگ نے درآمد برآمد کا سلسلہ درہم برہم کر دیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک گرانی مسلسل بڑھتی جا رہی ہے۔ انگریزی دورِ حکومت میں مؤثر کنٹرولوں اور عوام کی قوتِ مقابلہ نے ابتداء میں تو اس کا اثر محسوس نہیں ہونے دیا۔ لیکن تقسیم کے بعد نہ کنٹرول مؤثر رہے اور نہ لوگوں میں مقابلہ کی سکت رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ گرانی خوفناک حد تک بڑھ چکی ہے۔ خطرہ ہے کہ کہیں انسانی جانوں کی ہلاکت نہ شروع ہو جائے۔

موجودہ دور میں نیا پاکستان کا ہر قریہ اور ہر بستی چیخ اٹھی ہے۔ کہ اس کا علاج کیا جائے۔ فاقہ کشی کے ڈر سے اکثر شہروں سے راشن بندی کے مطالبات ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ اس آہ و پکار کے باوجود ہماری قومی حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اور رینگے بھی کیوں۔ ان کو تو ہوسِ اقتدار نے اندھا کر رکھا ہے۔ ٹھیک کہ اگر ذلیل ہے تو ابھی کرسیوں کی ختم جائے جہنم میں۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان
کو
ناچ گھر بنا کر اللہ تعالےٰ کے
غضب کو نہ للکاریئے

کچھ عرصہ ہوا ہماری حکومت نے ایک اقتصادی کمیٹی مقرر کی تھی۔ جس نے اپنی رپورٹ حال ہی میں گورنمنٹ کو پیش کی ہے۔ اس رپورٹ کے ایک حصہ میں قیمتوں کے کنٹرول کے محکمہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس محکمہ کے وجود سے اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں کوئی کمی واقعہ نہیں ہوئی۔ البتہ اس محکمہ کے عملہ نے اس سے ذاتی طور پر ضرور فائدہ اُٹھایا ہے۔ کیونکہ اُن کو کنٹرول ریٹ پر چیزیں مہیا ہوتی رہی ہیں۔ عوام کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ گویا اس محکمہ کا بوجھ خواہ مخواہ عوام کے کمزور کندھوں پر ڈالا گیا۔ دیکھیئے اب ہماری حکومت اس محکمہ کے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہے۔

حکومت کے فرائض میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ ضروریات زندگی کی فراہمی مناسب قیمتوں پر کرے۔ اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس معاملہ کی طرف فوری توجہ دے ہماری رائے میں ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں کو اپنے اپنے علاقوں میں ضروریات زندگی سستے داموں مہیا کرنے کے لئے ہر قسم کے اختیارات دے دینے چاہئیں۔ اس کے بعد حکومت ان سے باز پرس کرے اور اگر وہ اس معاملہ میں ناکام رہے ہوں تو اُن کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے۔

اخلاقی گراوٹ

گزشتہ ہفتہ ایک فوجی افسر کے ہاتھوں تھانہ ٹبی کے ایک کانسٹبل کے قتل کا افسوسناک واقعہ ہمارے اعلےٰ طبقہ کی فرعونیت اور اخلاقی گراوٹ کا آئینہ دار ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات اخبارات میں آ چکی ہیں۔ ہمیں ان کو دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ ملزم زیرِ حراست ہے۔ اور اُس کے ساتھی نے بھی اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ فی الحال اس کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ اُن سے محض پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کوتوالی بذاتِ خود مقدمہ کی تفتیش کر رہے ہیں اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس تفتیش کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان دونوں افسروں کی موجودگی میں ملزم کی پوزیشن مقدمہ کی تفتیش میں اثر انداز نہ ہو سکے گی۔

مقتول کانسٹبل کے لواحقین کی مالی امداد سے متعلق ابھی تک محکمہ پولیس یا حکومت کی طرف سے کوئی اعلان نہیں ہوا۔ ہمیں امید ہے کہ معاملہ زیرِ غور ہوگا۔ اور عنقریب فیصلہ کرنے کے بعد اعلان کر دیا جائے گا۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ مرحوم نے اپنے فرضِ منصبی کی ادائیگی میں اپنی قیمتی جان گنوائی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کا قتل سفاکانہ تھا۔ اس لئے ہماری رائے میں مرحوم کے لواحقین کو سرکار کی طرف سے زیادہ سے زیادہ مالی امداد ملنی چاہیئے تاکہ پولیس کے دوسرے ملازمین بھی اپنے فرض کی انجام دہی میں جرأت سے کام لے سکیں۔



خطبۂ یوم الجمعۃ ۴ر جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۷ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

گزشتہ تباہ شدہ قوموں کی ہلاکت کا نقشہ

(۱) انبیاء علیہم السّلام نے انھیں حق کی دعوت دی (۲) انھوں نے حق کے تسلیم کرنے سے انکار کیا (۳) بلکہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کی (۴) اس کے بعد عذاب الٰہی سے ہلاک کیے گئے

انبیاء علیہم السّلام کی تبلیغ کے دو پہلو

برادران اسلام ۔ انبیاء علیہم السّلام جو اصلاح خلق اللہ کے لئے آتے تھے ۔ اُن کی تبلیغ کے دو پہلو ہوتے تھے ۔ انذار (ڈرانا) بشیر (خوشخبری سنانا) یعنی احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت میں جنت میں جا پہنچنے کی خوشخبری سناتے تھے ۔ چونکہ محمّد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں ۔ اس لئے حضورؐ کی بعثت کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی نبی نہیں آئے گا ۔ اگر بالفرض کسی نے نبوّت کا دعوےٰ کیا ۔ تو اُسے مسلمان نبی نہیں مانیں گے ۔ بلکہ دجالوں کے مردود فرقہ کی طرف اُسے منسوب کریں گے کہ یہ شخص دجال ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے لوگوں نے نبوّت کا دعوےٰ کیا ۔ اس وقت کے مسلمانوں نے اُسے دجال ہی کا خطاب دیا ۔

انبیاء علیہم السّلام کے یکے بعد دیگرے آنے کا سبب ہی یہ تھا کہ ایک پیغمبر نے مبعوث ہو کر مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ سے پیغام حق لے کر پہنچایا ۔ وہ پیغام حق سُن کر بھی پیغمبر کے مخالف ہو گئے ۔ اور اس قدر مخالفت کی اور پیغمبر کو اس قدر سالہا سال ستایا کہ ان کے خلاف اللہ تعالےٰ کا غضب جوش میں آیا اور انہیں خس و خاشاک کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا کر لے گیا ۔

پھر دُوسرا پیغمبر

اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا ۔ وُہ بھی پہلے کی طرح پیغام حق لے کر آیا ۔ پھر قوم نے اُسے جھٹلایا اور پیغمبر کی توہین کی ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے دستور کے مطابق اُنہیں تباہی کے گھاٹ اُتار کر پھر دُوسرا پیغمبر مبعوث فرمایا ۔ اس سلسلہ کی کڑیاں حضور انورؐ کی بعثت سے پہلے ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو ننانوے ہیں ۔ حضور انورؐ کی شمولیت سے وہ تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہو جاتی ہے ۔

حضور کی بعثت کے بعد سلسلہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ۔ مگر چونکہ ابلیس ملعون نے قیامت تک مہلت لی ہوئی ہے ۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے ۔ اس لئے وہ تو بدستور سابق انسانوں کے گمراہ کرنے کی جدوجہد کرتا ہی رہے گا ۔ لہذا (سنت اللہ) اللہ تعالیٰ کی عادت کے مطابق حضور انورؐ کے بعد آپ کی اُمت کے علمائے کرام کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا ۔ کہ وہ مخلوق خدا کو پیغام حق پہنچائیں ۔

اسی احساس کی بنا پر

مسلمانوں میں علم دین جاننے والا طبقہ ہر بستی ، ہر قصبہ ، ہر شہر میں دین کی تبلیغ میں مصروف ہے ۔ کیا[1] یہ پنج وقتہ نماز کی اذان یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ کیا[2] یہ ہر مسجد میں مصلّے پر کھڑا ہو کر سرّی اور جہری نمازیں پڑھانا یہ تبلیغ نہیں ہے ۔ کیا[3] دونوں عیدوں کے موقعوں پر نماز عید پڑھانا اور خطبہ پڑھنا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ کیا[4] بچہ ہونے کے وقت اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت (تکبیر) یہ تبلیغ دین نہیں ہے ۔ کیا[5] لڑکی اور لڑکے کے جوان ہونے کے بعد خطبۂ مسنونہ اور قرآن مجید کی آیتیں پڑھ کر عقد نکاح کرنا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ کیا[6] سکرات کی حالت میں دُنیا سے عنقریب رخصت ہونے والے انسان کو سورۂ یٰسین سُنانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ کیا[7] مسلمانوں کے مرنے کے بعد اسلامی رسم و رواج کے مطابق میّت کی تجہیز و تکفین کرنا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ کیا[8] مسلمان بچوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ کیا[9] مسلمان بچوں کو قرآن مجید حفظ کرانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ کیا[10] قرآن مجید کے مطالب سمجھانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے اور کیا[11] حدیث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے بچوں کو پڑھانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ پاکستان اور ہندوستان میں بیسیوں مدارس عربیہ کا پایا جانا (جن میں محض دین اسلام پڑھایا جاتا ہے اور انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں پڑھایا جاتا) کیا[12] یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ اور کیا[13] بستی بستی میں ، قصبہ قصبہ میں ، شہر شہر میں خود جا کر بن بُلائے اسلام کا پیغام پہنچانا (جس طرح حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی تبلیغی جماعتیں کر رہی ہیں) کیا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے ۔ اور

کیا اس تبلیغی جماعت کی تحریک کا سہرا ایک عالم دین حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رح کے سر پر نہیں ہے اور کیا قرآن مجید اور حدیث رسول کے مطابق مسلمانوں کی باطنی اصلاح کرنے والے صوفیائے کرام مبلغین اسلام نہیں ہیں اور کیا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

برادران اسلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے حاملین دین کی پندرہ خدمات بطور نمونہ پیش کر چکا ہوں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آج پورے چودہ سو سال گزرنے کے بعد حضور انور کی اُمت میں ایسے زندہ دل۔ اسلام کا درد رکھنے والے اہل علم پائے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ پہلی صدی ہجری سے چل کر آج چودہویں صدی تک پہنچا ہوا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ قیامت تک زندہ رہے گا۔ اور حضور انور سے پہلے کسی مذہب اور کسی آسمانی کتاب کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اس کے مبلغین نے اپنے پیغمبر کے وقت کے دین کی اتنی مدت مدید تک تبلیغ کی ہو اور اس کی حفاظت کرتے آئے ہوں۔

اے دُنیا دار ہوش میں آ اور اپنی قیمتی عاقبت خراب نہ کر

دُنیا دار سے میری مُراد وہ لوگ ہیں جن کا مطلوب مقصود محبوب فقط دنیا کی زندگی کی عیش و عشرت ہو اور آخرت (دربارگاہ الہٰی میں قیامت کے دن کی حاضری) نظرانداز کئے ہوئے ہوں۔ اس قسم میں سرمایہ دار زمیندار تجارت پیشہ (جو دنیا کے نشے میں مخمور ہوں) سرکاری عہدہ دار سبھی آتے ہیں۔ اے دُنیا دارو ہوش میں آؤ۔ بیہوش ہیں نہ مرو۔ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلام خادمان اسلام جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہے ہیں کہ کتاب و سنت کی تعلیم کو اپنا لو اور سچے کھرے اور اصلی مسلمان بن جاؤ۔ اس کے بعد اگر ہو سکے تو اسلام کی نشر و اشاعت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں میں شامل ہو کر حسب توفیق کام کرو۔ تو تمہاری دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ ورنہ

اے دُنیا دارو اپنی دونوں جہان کی بربادی کا شاہنشاہی اعلان سُن لو

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ۝ (سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶)

ترجمہ:۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح پہلی آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دُنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے۔ اس کی گزران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص و ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا۔ موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان رُوح بنے رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متمولین کو دیکھ لیجیے۔ کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دُنیا کے مخمصوں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں بالخصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدوں یاد الہٰی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ لیکن۔ ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی۔

اے شریعت اسلامی کی مخالفت کرنیوالو ناچ گانے پر فریفتہ ہونیوالو سینما دیکھنے کے شیدائی پاکستانی مسلمانو

تم ایسوں کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں ایک دفعہ ہے۔ جسے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح دہلوی کی اصطلاح میں "تذکیر بایام اللہ" کہا جاتا ہے اس دفعہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو گزشتہ نافرمانی کرکے تباہ و برباد ہونے والی قوموں کے واقعات سنائے جاتے ہیں۔ تاکہ موجودہ وقت کے نافرمان ان سے عبرت حاصل کرکے اپنی اصلاح کر لیں اور عذاب الہٰی سے بچ جائیں۔

تذکیر بایام اللہ کا ایک اجمالی خاکہ

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ۝ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝ وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝ مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ۝ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۝ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ۝ فَغَشَّاهَا مَا غَشَّىٰ ۝

(سورہ النجم رکوع ۳ پارہ ۲۷) ترجمہ

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے۔ اور یہ کہ اس کی کوشش جلد دیکھی جائے گی۔ پھر اسے پورا بدلہ دیا جائیگا اور یہ کہ سب کو اپنے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے۔ اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے اور یہ کہ اسی نے جوڑا نر اور مادہ کا پیدا کیا ہے ایک بوند سے جبکہ وہ ٹپکائی جائے اور یہ کہ دوسری بار زندہ کرکے اٹھانا اسی کے ذمہ ہے اور یہ کہ وہی غنی اور سرمایہ دار کرتا ہے۔ اور یہ کہ وہی شعریٰ کا رب ہے۔ اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا تھا اور ثمود کو۔ پس اسے باقی نہ چھوڑا۔ اور اس سے پہلے نوح کی قوم کو۔ بے شک وہ زیادہ ظالم اور زیادہ سرکش تھے اور الٹی بستی کو اس نے دے ٹپکا (یعنی لوط علیہ السلام کی بستی کو) پھر اس پر وہ (تباہی) چھا گئی جو چھا گئی

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات کا یہ ہے۔ کہ

اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا انسان پر حاوی ہونے کا نقشہ دکھایا ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے۔ اس کے قبضہ سے باہر نکل ہی نہیں سکتا اس کے بعد قوموں پر اپنی قدرت کاملہ کے حاوی ہونے کا نمونہ دکھایا ہے۔ کہ قوم عاد۔ قوم ثمود اور قوم نوحؑ اور قوم لوطؑ یہ بڑی بڑی زبردست طاقت والی قومیں تھیں۔ بعض ان میں سے بڑی بڑی زبردست بادشاہیوں کے مالک بھی تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے باعث جب ان کے خلاف غضب الٰہی جوش میں آیا تو انہیں مسل کر رکھ دیا۔ اور قانون الٰہی کے ان باغیوں میں سے ایک فرد بھی بچنے نہ پایا۔ مذکورۃ الصدر آیتیں سورۃ النجم پارہ ۲۷ کی ہیں۔ اور سورۃ النجم مکی ہے۔ یعنی اس کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا ہے۔ اس لئے مکہ معظمہ کے باشندوں کو جو قرآن مجید کی مخالفت کر رہے تھے۔ ان برباد شدہ قوموں کا نمونہ دکھایا گیا ہے۔ تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں اور قرآن مجید پر ایمان لے آئیں اور اس کا اتباع کریں اور پیغمبر خداؐ کے نقش قدم پر چلیں تاکہ گزشتہ قوموں کی طرح مکہ معظمہ کے باشندے بھی عذاب الٰہی میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔ اسی طرح

پاکستان کے مخالفین شریعت اسلامی

کو عرض کیا جاتا ہے کہ آپ لوگ اس قانون الٰہی کا احترام کریں۔ اس کی مخالفت سے باز آ جائیں۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کا اعلان سن لیجئے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ۝ (سورہ فاطر رکوع ۵ پ ۲۲)

ترجمہ:۔ پس تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ جس طرح پہلی نافرمان قوموں کو اللہ تعالےٰ نے تباہ و برباد کیا تھا۔ اب بھی اسی قسم کے مجرموں کو وہی سزا مل سکتی ہیں۔ اور یہ بھی ذلیل کر کے صفحہ ہستی سے مٹائے جا سکتے ہیں۔

گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کی ہلاکت کے نقشے

پہلا نقشہ نوح علیہ السّلام کی قوم

نوح علیہ السّلام نے انہیں حق کی دعوت دی

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝
(سورہ نوح رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔ کہ اپنی قوم کو ڈرا۔ اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آ پڑے۔ اس نے کہا اے میری قوم بے شک میں تمہارے لئے کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور تمہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دیگا۔ بے شک اللہ کا وقت ٹھہرایا ہوا ہے۔ جب آ جائے گا تو اس میں تاخیر نہ ہوگی کاش تم جانتے۔

قوم کا حق کے تسلیم کرنے سے انکار

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۝ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ (سورہ نوح۔ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:۔ (نوحؑ نے) کہا۔ اے میرے رب۔ میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔ اور بیشک جب کبھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور ضد کی اور بہت بڑا تکبر کیا

نوح علیہ السّلام کی توہین

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝
(سورہ القمر رکوع ۱ پ ۲۷) (ترجمہ)۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ نے بھی جھٹلایا تھا۔ پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا پاگل ہے اور اسے جھڑک دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السّلام جو اللہ کی طرف سے مبعوث تھے۔ ان کی اس قوم نے توہین کی۔ اور انہیں پاگل کہہ کر ذلیل کیا۔ پھر غضب الٰہی جوش میں آیا

قوم نوحؑ کا عذاب الٰہی سے ہلاک ہونا

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پ ۱۷)

ترجمہ:۔ اور نوحؑ کو جب اس نے اس سے پہلے پکارا۔ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی۔ پھر ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا اور ہم نے اس کی مدد کی۔ ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے بے شک وہ برے لوگ تھے۔ پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ چونکہ نوح علیہ السّلام کی قوم نے پیغمبر کو جھٹلایا تھا اور اسے ستایا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے احکام کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے انہیں غرق کر دیا۔

ہود علیہ السّلام کی قوم عاد کو حق کی طرف دعوت

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ۝ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ۝ (سورہ ہود رکوع ۵ پ ۱۲) — ترجمہ:۔ اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی

حاکم نہیں۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔ اے قوم میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری اسی پر ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر رب کی طرف رجوع کرو۔ جو تم پر خوب بارشیں برسائے گا۔ اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ۔

قوم کا اس دعوت کے قبول کرنے سے انکار

قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَ مَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورہ ہود رکوع ۵ پ ۱۲) - ترجمہ: کہا اے ہودؑ تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کی توہین

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ وَّ لٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸)

ترجمہ:- اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

قوم عاد کی عذاب الٰہی سے ہلاکت

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُھْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَۃٍ ۝ سَخَّرَھَا عَلَیْھِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْھَا صَرْعٰی کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ ۝ فَھَلْ تَرٰی لَھُمْ مِّنْ بَاقِیَۃٍ ۝ (سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ- اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن تک لگاتار چلتی رہی۔ (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا۔ کہ گویا گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔ (یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی۔ جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا۔ حتیٰ کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی جو لوگ لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتے ہوئے اترے تھے۔ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً (ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے) وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے۔ گویا کھجور کے کھوکھلے اور بے جان تنے ہیں۔ جن کا سر اوپر سے کٹ گیا ہو۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کو حق کی دعوت

و الیٰ ثمود اخاھم صلحاً قَالَ یٰقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہٗ قد جاءتکم بینۃ من ربکم ھذہٖ ناقۃ اللہ لکم اٰیۃ فذروھا تاکل فِیْٓ اَرْضِ اللہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بسوء فیاخذکم عذابٌ الیم ۝ (سورہ اعراف رکوع ۱۰ پ ۸)

ترجمہ:- اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو۔ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

دعوتِ حق کے قبول کرنے سے انکار

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّہٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پ ۸)

ترجمہ:- اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے کیا تمہیں یقین ہے کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے

صالح علیہ السلام کی توہین

کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۝ ءَ اُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْہِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ ھُوَ کَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ (سورہ القمر رکوع ۲ پ ۲۷)۔ ترجمہ:- قوم ثمود نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا۔ پس کہا کہ ہم اپنے میں سے ایک آدمی کے کہنے پر چلیں گے۔ تب تو ہم ضرور گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑیں گے۔ کیا ہم میں سے اسی پر وحی بھیجی گئی۔ بلکہ وہ بڑا جھوٹا (اور) شیخی خورا ہے۔

صالح علیہ السلام کی قوم پر دو قسم کا عذاب آیا

پہلا

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَکَانُوْا کَھَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ - (سورۃ القمر رکوع ۲ پارہ ۲۷)- ترجمہ- بیشک ہم نے ان پر ایک زور کی چیخ کا عذاب بھیجا۔ پھر وہ ایسے ہو گئے کہ جیسا کانٹوں کی باڑ کا چورا۔

دوسرا

فَعَقَرُوا النَّاقَۃَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّھِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا اے صالحؑ لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

حاصل

یہ ہے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی

طرف سے دو عذاب نازل ہوئے۔ اور وہ ہلاک ہو کر رہ گئے۔

باشندگان پاکستان میں سے شریعت اسلامی سے آزادی پسند طبقہ کو دعوتِ حق

برادرانِ اسلام۔ میرے پاکستان میں ایسا طبقہ بھی ہے جو نام کے لحاظ سے مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر شریعت اسلامی کے احکام کی تعمیل سے آزاد رہنا چاہتا ہے احکام شرعیہ کو ملائیت کے حقارت آمیز نام سے تعبیر کرتا ہے۔ اور شریعت کی طرف دعوت دینے والے گروہ کو مُلّا کے حقیر نام سے پکارتا ہے۔ اس گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ نہ کوئی ہمیں اللہ کے نام سے ڈرائے اور نہ شریعت محمدیہ کا نام سُنائے۔ جو ہمارا دل چاہے وہ کریں۔ اس گروہ کو تعلیم پسند ہے تو یورپ کی تمدن پسند ہے تو یورپ کا تہذیب پسند ہے تو یورپ کی۔ صورت پسند ہے تو یورپ کی۔ سیرت پسند ہے تو یورپ کی

پیغمبر نہیں آئے گا

ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ البتہ خلق خدا کو تبلیغ حق کے لئے حضور انورؐ کی امت میں سے ایسے افراد ہر دَور میں پیدا ہوتے رہیں گے جو اس دَور کے انسانوں کو پیغام حق پہنچاتے رہیں گے۔ چنانچہ اسی نظریہ کی بنا پر ہر دَور میں حق پرست عُلمائے کرام پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جن کی مساعی جمیلہ کی برکت سے آج تک قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سطح دُنیا پر موجود ہیں۔

شریعت اسلامی سے آزادی پسند طبقہ میں ہر قسم کے آدمی موجود ہیں

ان میں سرمایہ دار بھی ہیں۔ زمیندار بھی ہیں۔ تاجر بھی ہیں۔ سرکاری عہدہ دار بھی ہیں۔

پاکستانی آزادی پسند بھائیوں کو

حضرت صالح علیہ السّلام کے الفاظ میں دعوت

دی جاتی ہے۔ والیٰ ثمود اخاھم صلحاً قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہٗ ھو انشا کم من الارض واستعمر کم فیھا فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ان ربی قریبٌ مجیب ۝ (سورہ ہود رکوع ۶ پ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اُسی نے تمہیں زمین سے بنایا۔ اور اس میں آباد کیا۔ پس اس سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب نزدیک ہے۔ قبول کرنے والا ہے۔

میرے بھائیو مُلّا کی آواز کہہ کر مت ٹالو

جب اس قسم کی دعوت آزادی پسند طبقہ کے کان تک پہنچتی ہے۔ تو اُسے ملّائیت اور مُلّا کی آواز کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ میرے بھائیو خدا سے ڈرو۔ اور مُلّا کی اس آواز کو حقیر اور معمولی مت سمجھو۔ ہم لوگ آپ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ آج مان جاؤ ورنہ قیامت کے دن تمہیں ماننا پڑے گا کہ ہم بدبخت تھے اور گمراہ تھے۔ اور پاکستان کا مُلّا سچا تھا۔

گزشتہ تنبیہ کا ثبوت

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ وَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ (سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸)۔

ترجمہ۔ اور جن کا پلّہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ اُن کے مُونہوں کو آگ جُھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔ (اللہ تعالےٰ فرمائے گا)۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں اور پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

مُلّا کی آواز کہہ کر مت ٹالو

اے آزادی پسند مغربیت زدہ طبقہ اس آوازِ حق کو مُلّا کی آواز کہہ کر مت ٹالو۔ ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا۔ جو پہلی برباد شُدہ قوموں کا ہُوا تھا۔

وَمَا علینا الّا البلاغ

مجلسِ ذکر } منعقدہ ۳ر جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ
اما بعد ۔ آج کی معروضات کا عنوان ہے :۔

اِنسان کامل

عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ انسان کامل کون ہے ۔ کس شخص کو انسان کامل کہا جا سکتا ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسان کامل وہ ہے جو فانی عن مراد نفسہ باقی بمراد اللہ تعالےٰ ہو ۔ یعنی اس کی ذاتی مرضی کوئی نہ ہو ۔ اس کی ہر نقل و حرکت ۔ اس کی نشست و برخاست ۔ اس کا ہر عمل حیات اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت نظر آئے ۔ جس طرح نکاح کرکے جب ہم بیوی گھر میں لاتے ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمہ تن ہماری ہو کر رہے ۔ جیسے ہم نے اس کو مدۃ العمر کے لئے اپنا لیا ہے ۔ وہ بھی مدۃ العمر کے لئے ہماری ہو کر رہے ۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس کا بندہ ہو کر انسان کسی اور سے دل نہ لگائے اور اس کے نفس کی کوئی ذاتی خواہش باقی نہ رہنے پائے ۔

سورہ الانعام کے آخری رکوع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ اپنی زندگی کے نصب العین کا اعلان فرما دیجئے ۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(سورہ الانعام رکوع ۲۰ پ ۸) ترجمہ :۔ کہہ دو میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں ۔

گویا حضورؐ کی زندگی کا آخری لمحہ تک اللہ تعالےٰ کے لئے ہے ۔ یعنی آپ کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے ۔ بلکہ آپؐ کی موت بھی اللہ تعالےٰ کے راستہ میں زندگی صرف کرتے ہوئے آئے گی ۔ اور یہی ہر مسلمان کلمہ گو کی زندگی کا نصب العین ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے ۔ کہ ہم آپؐ کو نمونہ بنائیں ۔ اور اس میں نمبر اوّل زندگی کا نصب العین آئے گا ۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الآیہ (سورہ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ :۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے ۔

انسان کامل کے راستہ میں جو حجابات اور رکاوٹیں آتی ہیں ۔ وہ بھی سن لیجئے ۔ قرآن مجید میں ان کا بھی ذکر آتا ہے ۔

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۚ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝
(سورہ آل عمران رکوع ۲ پ ۳)

ترجمہ :۔ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے ۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی یہ دُنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے ۔

انسان کی خواہشات نفسانی اس کی تکمیل کے راستہ میں رکاوٹیں بنتی ہیں ۔ ان خواہشات نفسانی میں نمبر اوّل بیوی کا ذکر فرماتے ہیں ۔ بیوی بڑی پیاری ہوتی ہے ماں جس نے جنا اور پالا وہ یاد ہی نہیں رہتی ۔ شادی کے بعد بیوی محبوب اور ماں نظر انداز ہو جاتی ہے ۔ یہ علامات قیامت میں سے ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ھما جنتک ونارک (ترجمہ ۔ یہ دونوں (ماں اور باپ) تیری جنت اور دوزخ ہیں) ان کو راضی رکھو گے تو ان کی دعاؤں سے جنت ملے گی ۔ اور ان کو ناراض کیا تو ان کی بد دعاؤں سے دوزخ میں ڈالے جاؤ گے ۔ آج کل بکثرت ایسی مثالیں ملیں گی کہ بیوی آئی اور بیٹے کو ماں سے جُدا کرکے لے گئی ۔ ماں مُنہ دیکھنے کو ترستی رہتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ تو انسان کی رگ رگ کو جانتا ہے ۔ اس لئے اس نے حجابات میں نمبر اوّل بیوی کا ذکر فرمایا ۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے بیٹھے فرمایا رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ یہ عرب میں محاورہ ہوگا ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ بہت بُرا ہے وہ ۔ یہ ترجمہ نہیں ہے ۔ صحابہ کرامؓ کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ وہ شخص بہت بُرا ہے ۔ جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور پھر جنت میں داخل نہ ہوا ۔ یعنی اگر ان کی خدمت کرکے دعائیں لیتا تو یقیناً جنت میں جا سکتا تھا ۔ اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر آنے اور مسجد کی ٹوٹی ہوئی چٹائیوں پر بیٹھنے سے ان باتوں کا علم ہوتا ہے ۔ یہ باتیں دفاتر میں ، عدالتوں میں اور دُکانوں پر کون سناتا ہے ۔

اس کے بعد اولاد کا ذکر آتا ہے ۔ وَالْبَنِیْنَ اولاد بڑی پیاری ہوتی ہے ۔ سردی کا موسم آیا تو بیٹوں کے لئے گرم کوٹ آ رہے ہیں ۔ سویٹر اور جرابیں یا تو بنی بنائی بازار سے آ رہی ہیں ۔ یا گھر میں تیار ہو رہی ہیں ۔ ماں باپ کا پتہ ہی نہیں کہ وہ سردی میں ٹھٹھر رہے ہیں یا اور ان کو بھی گرم کپڑوں کی ضرورت ہے ۔

بیوی اور بچوں کی خواہشات پورا کرنے کے لئے روپیہ چاہیئے ۔ پھر روپیہ کمانے کی فکر ہوگی ۔ ان دونوں کے بعد سونے چاندی کے توبرتو خزانوں کا ذکر فرمایا والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ

موٹریں تو اب بنی ہیں ۔ پہلے تو سواری کے لئے گھوڑے ہی ہوتے تھے اس لئے ان کا بھی ذکر فرما دیا وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ ۔ بیوی بچوں کے لئے دودھ کے لئے بھینس چاہیئے تو وَالْاَنْعَام کا ذکر فرما دیا ۔ گھوڑوں اور بھینسوں کے لئے چارہ چاہیئے ۔ شہروں میں تو چارہ کہاں ہے دیہات میں نہیں بکتا ۔ چارہ کے لئے کھیتی چاہیئے ۔ تو وَالْحَرْث فرما دیا ۔ یہ

رکاوٹیں ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ یہ سب چیزیں دُنیا کی زندگی کے لئے سامان ہیں مرنے کے بعد ان میں سے کوئی چیز کام نہ آئے گی۔ ان فانی چیزوں کو مقصود بالذات بنانا اور خداداد قوتوں کو ان پر صرف کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو تعلقات دُنیاوی کا کلوروفارم سنگھایا گیا ہے۔ اس کو عربی میں تخدیر کہتے ہیں۔ جس طرح کلوروفارم سنگھانے کے بعد ڈاکٹر ٹانگ کاٹ دیتا ہے۔ مگر مریض کو اپریشن کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔ جب کلوروفارم کا اثر زائل ہو جاتا ہے تو پھر وہ تکلیف محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح انسان کی رُوحانیت پر چھرکے لگتے رہتے ہیں لیکن تخدیر تعلقات کی بنا پر محسوس نہیں کرتا۔ مرنے کے بعد تخدیر دُور ہو جائیگی تو پتہ چلے گا۔ کہ میرا کوئی نہیں سب غدار نکلے۔ نہ بیوی نہ اولاد اور نہ کوٹھی ساتھ آئی۔ جن کے لئے ایمان گنوایا تھا۔ کوئی ساتھ نہیں آیا یہ بجائے خود عذاب ہے۔ اب یہ وسعت حسرت ملے گا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ کسی اللہ والے نے اس شعر میں ہمیں یہی سبق دیا ہے۔

دلا تو رسم تعلق ز مرغ آبی جو
گرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

سمندر میں یہ نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ ایک پرندہ سمندر میں بیٹھا ہے ایک موج آئی اور اُس کے اوپر سے گذر گئی۔ اسی طرح دوسری تیسری اور چوتھی موج گذرتی جاتی ہے۔ مگر وہ پرندہ جہاں بیٹھا تھا۔ وہیں بیٹھا رہتا ہے۔ جب اُڑنا چاہتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے پروں کو پانی چھوا تک نہیں۔ اگر آدمی ہوتا تو موجیں اس کو دو چار میل پرے اُٹھا کر پھینک دیتیں

ان معروضات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گھر میں جا کر بیوی سے لڑائی شروع کر دو۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ سب میں رہو لیکن دل فقط اللہ تعالیٰ سے لگاؤ۔ بیوی کو ہم اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ضامن بنا کر لائے ہیں۔ حضورؐ کے خطبۂ مسنونہ اور قرآن مجید کی چند آیتوں نے اس کو ہمارے لئے حلال کر دیا۔ ان دونوں کو راضی کرنے کے لئے ہم بیوی کی دلجوئی کریں گے۔ بیوی اور اولاد کے متعلق ہماری کچھ ذمہ داری ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ (سورہ التحریم رکوع ۱ پ ۲۸)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں وُہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ جو وُہ انہیں حکم دے اور وُہ وہی کرتے ہیں جو اُنہیں حکم دیا جاتا ہے۔

بیوی بچوں کو کھانا۔ پلانا۔ پہنانا بیمار ہو جائیں تو علاج کرانا کافی نہیں ان کو دین کی تعلیم دلانی بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اسی راستہ پر چل کر وُہ دوزخ سے بچ سکیں گے۔ دُوسری جگہ فرماتے ہیں۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۔ (سورہ طٰہٰ رکوع ۸ پ ۱۶)

ترجمہ:۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے۔ ہم تجھے روزی دیتے ہیں۔ اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے۔

تیری تربیت تیرے والدین نے کی تھی اور تجھ سے تیری اولاد کی تربیت کرانا چاہتے ہیں۔ ورنہ قیامت کے دن یہی اولاد تجھ پر لعنتیں بھیجے گی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (سورہ الاحزاب رکوع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب ان کو دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی۔ لعنت کر۔

جن لڑکوں اور لڑکیوں کو بی اے تک پڑھاتے ہو اور دین نہیں سکھلاتے وہ قیامت کے دن بد دُعائیں دیں گی۔ ہر ایک سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حسن سلوک کیجئے اور سب کو صفائی کے گواہ بنائیے۔ آپ ان سے اس طرح تعلق رکھیں گے تو مرنے کے بعد وہ آپ کو نیکی سے یاد کریں گے۔

عوام الناس تو بجائے خود رہے۔ علماء میں بھی یہ رنگ نہیں پیدا ہوتا اگرچہ ان کا درجہ آپ سے بہت بلند ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔ (ترجمہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے۔ جس طرح میری تم میں سے ایک ادنےٰ پر)

میں ان سے کہا کرتا ہوں۔ ع
کہ میوہ زمیوہ رنگ گیرد

اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہو تو اہل علم پر بھی رنگ نہیں چڑھتا صحبت میں بے ساختہ رنگ چڑھتا ہے پہلے میں نے موانع اور اس کے بعد ان کا علاج عرض کیا ہے۔ میں آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں اور آپ میرے لئے دُعا کریں۔ میں آپ کی دُعاؤں کا محتاج ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو فانی عن مراد نفسہ باقی بمراد اللہ تعالیٰ کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

مدرسہ باقیات الصالحات کا پہلا شاندار جلسہ

۵ر جنوری بروز اتوار صبح ۱۰ بجے۔ بیرول موچیدر دازہ باغ میں جناب ارباب نور محمد خاں صاحب وزیر ایکسائز وٹیکسیشن کی زیر صدارت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب مدظلہٗ اور قاضی احسان احمد خطیب پاکستان ضرورت دین اور شان رسالت پر خطاب عام فرمائیں گے۔ جس میں علمائے کرام کے علاوہ دیگر معززین کرام بھی شمولیت فرما رہے ہیں۔

المشتہر
ناظم مدرسہ ہذا

"خدام الدین" کی توسیع اشاعت میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

افضل الدعاء سورۃ الفاتحہ

ایم عبدالرحمٰن اللہ ہیانوی) بی اے بی ٹی - پرنسپل عثمانیہ کالج شبلی پورہ

دعا خدا اور بندہ میں ایک ایسا عمدہ ارتباط ہے کہ اس سے بڑھ کر پھر کوئی واسطہ نہیں کس لئے کہ دعا میں دو باتیں ضرور ہوتی ہیں ایک اپنی عاجزی اور درماندگی کا اظہار اور کسی مقصود کا سوال۔ دوسرے خدا تعالیٰ کی دل سے کامل عظمت اور اس کی جناب میں کامل درجہ کا اعتقاد کہ وہ ہر چیز پر بالخصوص میرے اس مقصد کے عطا کرنے پر قادر ہے۔ گویا دعا پوری عبودیت کا اظہار اور اس کی الوہیت کا اقرار ہے کہ جو دل سے اور زبان سے کہہ رہا ہے اور اعضا سے اس کی شہادت دے رہا ہے اور اسی لئے حدیث میں آیا ہے "الدعا مخ العبادۃ (دعا عبادت کا مغز ہے) اور یہ بھی آیا ہے کہ دعا سے زیادہ خدا کے نزدیک کوئی چیز بڑی نہیں۔ پس دعا جس طرح بندہ کی روح کو جنبش دیتی ہے۔ اسی طرح رحمت الٰہی کو تحریک کرتی ہے جس سے خدا تعالےٰ یا تو اس دعا سے کسی آنے والی مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ یا اس کام کے اسباب پیدا کر کے اس کو پورا کر دیتا ہے یا کبھی بطور خرق عادت بلا اسباب جس مقصد کے لئے دعا مانگی گئی ہے پورا کر دیتا ہے جیسا کہ انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام کی دعا سے ظہور میں آیا۔ حضرت جابر رضہ کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب ذکروں سے افضل لا الٰہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں سے بہتر سورہ فاتحہ ہے۔

اول خدا تعالےٰ کے لئے ثنا و صفت کرنی چاہیئے جیسا کہ الحمد سے مالک یوم الدین تک پایا جاتا ہے پھر اپنا اخلاص اور نیاز ظاہر کرنا چاہیئے جیسا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین سے ظاہر ہے۔ پھر دعا کرنی چاہیئے جیسا کہ اھدنا الصراط المستقیم سے ظاہر ہے۔ مگر ایسے بادشاہ حقیقی سے دعا بھی وہ کرنی چاہیئے جو تمام دینی و دنیاوی امور کو حاوی ہو جیسا کہ صراط مستقیم سے ظاہر ہے اور اسی حکمت بالغہ سے ہر نماز میں دو بار اس سورۃ کا پڑھنا واجب ٹھہرا۔ خدا نے اپنے بندوں کو کیا ہی عمدہ دعا تعلیم فرمائی ہے۔

خدا تعالےٰ نے اس سورہ مقدسہ میں تمام الہامی مضامین کو مجملاً مجتمع کر دیا پھر باقی قرآن مجید میں ان کی تفصیل فرمائی۔ حق تعالےٰ نے اس سورۃ کو ام الکتاب مقرر کیا ہے۔ جس وقت انسان سچے دل سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو اس کلمہ کی برکت سے غضب، شہوت اور اہوا زائل ہو جاتے ہیں کیونکہ اس کلمہ میں تین اسما ہیں۔ تینوں اسماء تینوں چیزوں کو زائل کر دیتے ہیں اور جب صاف دل سے الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اس وقت حرص اور بخل دونوں دور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب انسان کو یقین ہوا کہ تمام جہان کا پالنے والا اللہ ہے۔ تو اس کے ساتھ یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ جو تمام عالم کو پالتا ہے وہ مجھ کو بھی پالیگا پھر جب یہ یقین مضبوط ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت حرص بالکل جاتی رہتی ہے اور انسان سمجھنے لگتا ہے کہ پرورش اس کے اختیار میں ہے۔ میرے حرص کرنے سے کچھ نہیں ہو سکتا اور بخل بھی جاتا رہتا ہے اس واسطے کہ اپنے خداوند کی سخاوت دیکھ کر آپ بھی سخاوت کرنے لگتا ہے اور جب الرحمٰن الرحیم ٥ مالک یوم الدین کہتا ہے تو اس کلمہ کی برکت سے غضب دور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے مالک کو رحیم جان کر آپ بھی رحم کرنے لگتا ہے اور جب کہتا ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین ٥ تو اس کلمہ کی برکت سے عجب اور تکبر دور ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ انسان جب عاجزی کرنا شروع کرتا ہے تو اس وقت تکبر باقی نہیں رہتا اور جب کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم ٥ صراط الذین انعمت علیہم، غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ٥ تو ان الفاظ کے کہنے سے کفر اور بدعت دور ہو جاتے ہیں کیونکہ جب سیدھی راہ طلب کرے گا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ کفر اور بدعت سے بیزار ہے۔

مسلمان نمازی کے دل و زبان سے شب و روز یہی دعا نکلتی رہتی ہے اگر وہ اس کے معانی کو مد نظر رکھ کر پڑھے تو اس کے فکر و اعتقاد کا بہت بڑا درجہ ہو گا۔ وہ خدا کی حمد و ثنا میں زمزمہ سنج ہے۔ لیکن اس خدا کی حمد میں نہیں جو نسلوں، قوموں اور مذہبی گروہ بندیوں کا خدا ہے۔ بلکہ رب العالمین کی حمد میں جو تمام کائنات خلقت کا پروردگار ہے اور اس لئے تمام نوع انسانی کے لئے یکساں طور پہ پروردگاری و رحمت رکھتا ہے۔ پھر وہ اسے اس کی صفتوں کے ساتھ پکارنا چاہتا ہے لیکن اس کی تمام صفتوں میں سے صرف رحمت اور عدالت ہی کی صفتیں اسے یاد آتی ہیں گویا خدا کی ہستی کی نمود اس کے لئے سرتا سر رحمت و عدالت کی نمود ہے اور جو کچھ بھی اس کی نسبت جانتا ہے وہ رحمت و عدالت کے سوا کچھ نہیں۔ پھر وہ اپنا سر نیاز جھکاتا اور اس کی عبودیت کا اقرار کرتا ہے وہ کہتا ہے صرف تیری ہی ایک ذات ہے۔ جس کے آگے بندگی و نیاز کا سر جھک سکتا ہے اور صرف تو ہی ہے جو ہماری ساری درماندگیوں اور احتیاجوں میں مددگاری کا سہارا ہے۔ وہ اپنی عبادت اور استعانت دونوں کو صرف ایک ہی ذات کے ساتھ وابستہ کر دیتا ہے اور اس طرح دنیا کی ساری قوتوں اور ہر طرح کی انسانی فرماں روائیوں سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ اب کسی چوکھٹ پہ اس کا سر جھک نہیں سکتا۔ اب کسی قوت سے وہ ہراساں نہیں ہو سکتا اب کسی کے آگے اس کا دست طلب دراز نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ خدا سے سیدھی راہ چلنے کی توفیق طلب کرتا ہے۔ یہی ایک دعا ہے۔ جس سے زبان احتیاج آشنا ہوتی ہے لیکن کونسی سیدھی راہ؟ کسی خاص نسل کی سیدھی راہ؟ کسی خاص قوم کی سیدھی راہ؟ نہیں وہ راہ جو دنیا کے تمام مذہبی رہنماؤں اور تمام راست باز انسانوں کی متفقہ راہ ہے خواہ کسی عہد اور کسی قوم میں ہوئے ہوں۔ اسی طرح وہ محرومی اور گمراہی کی راہوں سے پناہ مانگتا ہے۔ لیکن یہاں بھی کسی خاص نسل و قوم یا کسی خاص مذہبی گروہ کا ذکر نہیں کرتا بلکہ ان راہوں سے بچنا چاہتا ہے جو دنیا کے تمام محروم اور گمراہ انسانوں کی راہیں رہ چکی ہیں گویا جس بات کا طلب گار ہے وہ بھی نوع انسانی کی

عالمگیر اچھائی ہے اور جس بات سے پناہ مانگتا ہے وہ بھی نوع انسانی کی عالمگیر برائی ہے۔ نسل، قوم، ملک یا مذہبی گروہ بندی کے تفرقہ و امتیاز کی کوئی پرچھائیں اس کے دل و دماغ پر نظر نہیں آتیں۔

غور کرو مذہبی تصور کی یہ نوعیت انسان کے ذہن و عواطف کے لئے کس طرح کا سانچہ مہیا کرتی ہے۔ جس انسان کا دل و دماغ ایسے سانچہ میں ڈھل کر نکلے گا وہ کس قسم کا انسان ہو گا؟ کم از کم دو باتوں سے تم انکار نہیں کر سکتے۔ ایک یہ کہ اس کی خدا پرستی، خدائی عالمگیر رحمت و جمال کے تصور کی خدا پرستی ہو گی یہ کہ کسی معنی میں بھی نسل و قوم یا گروہ بندیوں کا انسان نہیں ہو گا۔ عالمگیر انسانیت کا انسان ہو گا اور دعوت قرآنی کی اصلی روح یہی ہے۔"

(مولانا آزاد)

اس سورۃ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو مانگنے کا طریقہ سکھایا ہے کہ اس ذات سے مانگنا چاہیئے جو صاحب مقدور سخی، کریم اور ہمت والا ہو اور جو ان چار صفات سے عاری ہو اس سے مانگنا ذلت ہے۔ کیونکہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ صاحب مقدور تو ہوتے ہیں لیکن سخی نہیں ہوتے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو سخی تو ہیں لیکن کریم نہیں ہوتے اور جب بہت سے لوگ ان سے مانگنے لگتے ہیں تو گھبرا کر اور خفا ہو کر ان کو نکلوا دیتے ہیں اور گالیاں دینے لگتے ہیں اس سبب سے پھر ان کے پاس کوئی نہیں جاتا۔ بعض سخی کریم بھی ہوتے ہیں لیکن کم ہمتی کے سبب سے اپنی حیثیت کے مطابق سلوک نہیں کرتے سو اس صورت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو بڑی رغبت دلائی ہے کہ مجھ ہی سے مانگا کریں اور دوسرے سے طلب نہ کیا کریں۔ اسی لئے اس سورۃ کو تعلیم مسئلہ بھی کہتے ہیں۔

الحمد سے لے کر رحیم تک حق سبحانہٗ تعالیٰ کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں اور مالک یوم الدین میں قیامت کو ثابت کیا گیا ہے اور ایاک نعبد میں علم فروع کی تشریح کی گئی ہے کیونکہ فروعات میں سب سے بڑی چیز عبادت ہے۔ ایاک نستعین سے لے کر مستقیم تک علم اخلاق کو بیان کیا گیا ہے اور انعمت علیہم سے آخر آیت تک پہلی امتوں کا حال ہے کہ انھوں نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے ان کو ہلاک اور برباد کر دیا۔ جاننا چاہیئے کہ حق تعالےٰ نے اس سورۃ میں اپنے پانچ نام فرمائے :-

(۱) اللہ (۲) رب (۳) رحمٰن (۴) رحیم (۵) مالک یوم الدین ـــ اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ کے بھی پانچ سوال ہیں۔ ہر ایک اسم ہر ایک سوال کے بالمقابل ہے (۱) اللہ کے ساتھ عبادت (۲) رب کے ساتھ استعانت (۳) رحمٰن کے ساتھ ہدایت (۴) رحیم کے ساتھ استقامت (۵) مالک یوم الدین کے ساتھ انعام۔

اے انسان! میرا نام اللہ ہے۔ اس واسطے میں عبادت کے لائق ہوں۔ کیوں کہ میرا نام رب ہے۔ اس لئے اگر تو مدد مانگنی چاہے تو مجھ ہی سے مانگ۔ اپنی پرورش کی شان سے تیرا سوال رد نہ کروں گا میرا نام رحمان ہے۔ سو اگر تو ہدایت طلب کرے تو مجھ ہی سے طلب کر، میں اپنی رحمت عامہ کی وجہ سے گمراہ نہیں ہونے دوں گا۔ میں رحیم ہوں۔ اگر تو مجھ سے استقامت چاہے تو مجھ ہی سے طلب کر، میں اپنی رحمت خاص سے تیرے قدم کو ڈگمگانے نہ دوں گا۔ میرا نام مالک ہے اس لئے اگر تجھے انعام کی خواہش ہو تو مجھ ہی سے کہو کیوں کہ میں سارے جہان کا مالک ہوں۔

وظیفہ عمل

فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان ۴۱ بار

اس سورۃ کو اس ترکیب سے پڑھا جائے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی م کو الحمد سے ملا کر پڑھا جائے یعنی مِ الحمد للہ رب العالمین۔ چالیس یوم پڑھنے سے بزرگوں نے بے شمار برکتیں بیان فرمائی ہیں اول آخر درود شریف ۱۱ بار پڑھ لیا جائے اس صورت کے نزول کی حکمت پوشیدہ ہے۔ کوئی شخص کتنا ہی نادان اور ان پڑھ ہو لیکن ان چار سطروں کا یاد کر لینا اور ان کا سیدھا سادھا مطلب سمجھ لینا اس کے لئے کچھ دشوار نہیں ہو سکتا اگر ایک انسان اس سے زیادہ قرآن میں سے کچھ پڑھ نہ سکا۔ جب بھی اس نے دین حق کا بنیادی سبق حاصل کر لیا یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان کے لئے اس سورۃ کا سیکھنا اور پڑھنا ضروری ہوا۔ ایک انسان اس سے زیادہ قرآن میں جس قدر پڑھے اور سیکھے مزید معرفت اور بصیرت کا زینہ ہو گا لیکن اس سے کم کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

اس صورت میں دین حق کے تمام مقاصد کا خلاصہ موجود ہے (۱) خدا کی صفات کا ٹھیک ٹھیک تصور (۲) قانون مجازات کا اعتقاد یعنی نیک عمل کا نتیجہ اچھائی ہے۔ برے کا برائی (۳) آخرت کا یقین یعنی انسان کی زندگی اس دنیا میں ختم نہیں ہوتی۔ اس کے بعد بھی ایک اور زندگی ہے (۴) فلاح و سعادت کی راہ اور اس کی پہچان۔

اے اللہ! آپ ہم کو ہر امر میں خواہ دینی ہو یا دنیوی سیدھے راستہ پر چلائیں افراط و تفریط یعنی کمی زیادتی سے بچائیں۔ ہر چیز میں جب تک افراط و تفریط معلوم نہ ہو صراط مستقیم کا علم اور اس کی پہچان مشکل ہے۔ مثلاً عبادت میں افراط یہ ہے کہ جہاں کوئی نرالی بات نظر آئی۔ وہیں ماتھا ٹیک لیا اور سر جھکا دیا جیسے مشرک اور ہنود کرتے ہیں اور عبادت میں تفریط یہ ہے کہ دنیا کے کاروبار اور معاش میں ایسا مصروف و مشغول ہو جائے کہ خدا کی طرف دھیان تک نہ رہے۔ استعانت میں افراط یہ ہے کہ ہر چیز کو سبب اور وسیلہ حاجات سمجھ کر اس سے سوال کرے ستاروں کی تاثیر سے اپنی سعادت و نحوست تصور کرے۔ آفتاب و ماہتاب ارواح و غیر مرئی چیزوں کو خزانہ غیب کا داروغہ یا مالک و مختار سمجھ کر ان سے مدد مانگے۔ انہی کی نذر و نیاز مانے چڑھاوے چڑھائے اور استعانت میں تفریط یہ ہے کہ دوا یا غذا کو مطلقاً بے اثر و بے اعتبار جانے۔ خدا سے دعا مانگنا، نیکی اور خرچ فی سبیل اللہ کو خیر و برکت کا باعث خیال نہ کر کے ان سے اعراض کرے۔ ان ہذا صراطی مستقیما۔ (باقی آئندہ)

محدثین کی قوتِ یادداشت

(از جناب ضیاء الدین صاحب قریشی خطیب جامع مسجد واہ فیکٹری)

الحمدُ لِلّٰہِ وکفیٰ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ :۔ اما بعد۔ اللہ تعالےٰ نے اس اُمّتِ محمدیہ علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیمات کو قوت حفظ و یاد داشت والی نعمت جو عطا فرمائی۔ یہ نعمت کسی اُمت کو اس طرح کمال درجہ پر نہیں ملی ہے۔ اور یہ خصوصیت اس لئے ہے کہ اس اُمّت کے بعد اور اُمّت کوئی نہیں اور دین اسلام کی ذمّہ داری و امر بالمعروف و نہی عن المنکرؒ اس کے سپرد کر دی گئی ہے غرضیکہ قوت حفظ میں اس اُمّت کا ثانی و مقابل آج تک دنیا میں کوئی گروہ نہیں گزرا۔ چنانچہ حضرت قتادہ تابعی فرماتے ہیں :۔

اَعطَی اللّٰہُ ھٰذِہِ الاُمَّۃَ مِنَ الحِفظِ مَالَمْ یُعطَ اَحَدًا مِنَ الاُمَمِ خَاصَّۃً خَصَّھُم بِھَا وَکَرَامَۃً اَکرَمَھُم بِھَا

(زرقانی ج ۵ ص ۳۹۵)

ترجمہ :۔ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے اس اُمت کو حفظ و یاد داشت کی غیر معمولی قوت سے سرفراز فرمایا ہے۔ دُنیا کی قوموں اور اُمتوں کے درمیان یہ خاص سرمایہ امتیازی ہے۔ جس کے ساتھ خدا نے اس کو مختص کیا ہے۔ اور حق تعالیٰ کی یہ نوازش ہے۔ جس سے یہ امت نوازی گئی ہے۔

(۱) امام بخاریؒ نے کتاب میں ایک واقعہ حضرت ابوہریرہؓ کا نقل فرمایا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ مروان بن الحکم جو دمشق کی مروانی حکومت کا پہلا حکمران تھا اس کے سیکرٹری ابوالزعزہ کا بیان ہے کہ ایک دن مروان نے حضرت ابوہریرہؓ کو طلب کیا۔ مروان کو حضرت ابوہریرہؓ کی کثرت روایت پر شک و شبہ ہو گیا۔ آپ کی روایت کردہ احادیث پانچہزار تین سو چوہتر ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ مروان نے ان کے آنے سے پہلے ہی اپنے سیکرٹری کو حکم دے رکھا تھا کہ پردہ کے پیچھے قلم و دوات لے کر بیٹھ جانا۔ اور احادیث کو قلمبند کرنا۔ ایک سال کے بعد پھر آپ کو طلب کیا گیا۔ اور اُن احادیث کے متعلق پھر دریافت شروع ہوئی۔

ابوالزعزۃ کا بیان ہے کہ میں کتاب میں دیکھتا جاتا تھا۔ ابوہریرہؓ نے نہ ایک لفظ زیادہ کیا اور نہ کم۔

(۲) ہشام بن عبدالملک نے پھر اپنی حکومت میں امام ابن شہاب زہری کا امتحان لیا۔ ہشام نے کہا کہ آپ میرے لڑکے کے لئے کچھ احادیث لکھوا دیں۔ آپ نے چار سو احادیث اسی مجلس میں املا کرا دیں۔

ایک ماہ کے بعد جب امام زہری پہنچے تو ہشام نے کہا اِنَّ ذَالِکَ الکِتَابَ ضَاعَ تحقیق وہ کتاب ضائع ہو گئی۔ زہری فرمانے لگے۔ افسوس کی کیا بات ہے۔ کاتب بلائیں آپ نے پھر وہی احادیث لکھوا دیں۔ مسودہ دراصل گم نہیں ہوا تھا۔ حقیقت میں زہری کا امتحان تھا۔ جب مقابلہ کیا تو ایک حرف بھی زہری نے نہیں چھوڑا تھا۔ یہ وہ زہری ہیں۔ جن کا اپنا بیان ہے کہ بازار میں جب میں گزرتا ہوں تو کانوں میں اُنگلیاں ڈال کر اس لئے کہ جو چیز کانوں میں آ جائے تو پھر وہ محفوظ ہو جاتی ہے۔

(۳) امام بخاریؒ کے اُستاد ابن راہویہ سے ایک عالم کی گفتگو ہوئی۔ آپ نے امیر عبداللہ سے کہا کہ اپنے کتب خانہ سے کتاب منگوائیں اور فرمایا کتاب کے گیارہ ورق شمار کر کے پلٹیے اور نیچے ساتویں سطر میں وہی ملے گا۔ جو میں کہہ رہا ہوں۔ (تذکرہ جلد ۲ صـ۴۱۳)

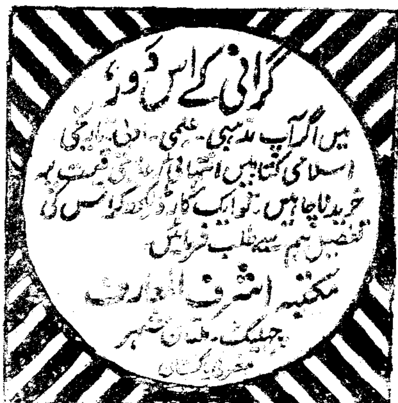
(۴) ابو ذرعہ الرازی حدیث و رجال کے مشہور امام ہیں۔ ابن ابی حاتم نے ان کا فقرہ نقل فرمایا ہے کہ ابن وارہ اور فضل بن العباس کے درمیان ایک مسئلہ پر گفتگو چل پڑی۔ فضل نے ثبوت پر حدیث پیش کی۔ ابن وارہ نے کہا حدیث کے یہ الفاظ نہیں ہیں۔ آخر ابوذرعہ سے پوچھا لیا۔ آپ نے اپنے بھتیجے ابوالقاسم کو بلا کر فرمایا۔ کتب خانہ میں جاؤ۔ پھر پہلے دوسرے تیسرے بستے کو چھوڑ کر اس کے بعد جو بستہ ہے اس سے کتاب نکالو۔ گن کر سولہ جُز کے بعد سترواں حصّہ جو کتاب کا ہے۔ میرے پاس لاو۔ (تہذیب التہذیب ج ۷ صـ۳۳)

ابن وارہ نے اپنی غلطی کا اقرار کیا۔ آپ نے فرمایا پچاس سال ہوئے جب میں نے حدیثیں لکھی تھیں۔ اور وہ میرے گھر میں رکھی ہوئی ہیں۔ لکھنے کے بعد ان پورے پچاس سال کے اندر ان حدیثوں کا میں نے پھر دوبارہ مطالعہ نہیں کیا۔ لیکن جانتا ہوں کہ حدیث کس کتاب میں ہے۔ اس کتاب کے کس ورق میں ہے۔ کس صفحہ میں ہے۔ کس سطر میں ہے۔ تہذیب ج ۷ صـ۳۳

انہیں حافظ ابو ذرعہ کے متعلق کسی شخص نے قسم اُٹھا لی۔ اگر آپ کو ایک لاکھ احادیث یاد نہ ہوں تو اس کی بیوی کو طلاق ہے۔ یہ بیچارہ پریشان ہو کر حافظ صاحب کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا تمسک بامرائتک۔ (تذکرۃ الحفاظ صـ۱۲۴) اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھ۔ مطلب یہ نکلا کہ آپ کو ایک لاکھ احادیث یاد تھیں۔ اس لئے روکنے کا حکم دیا۔

(۵) امام بخاری کے رفیق درس جن کا نام حاشد بن اسماعیل ہے۔ نقل کرتے ہیں کہ ہم سب احادیث نقل کر رہے تھے اور امام بخاری خاموش بیٹھ کر اُٹھ آئے تھے۔ اس پر ساتھیوں نے اعتراض کیا اور تنگ کیا۔ تو آپ نے احادیث زبانی سنانا شروع کیں۔ تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ میں آتا ہے۔ کہ آپ نے ۱۵ ہزار احادیث زبانی سُنا دیں

حافظ کے لئے تلاوت قرآن پاک اور مسواک اور روزہ یہ خاص علاج ہے۔



حضرت مدنی قدس سرہُ العزیز کے متوسلین حضرات کی خدمت میں

سن ہجری کے الف ثانی کا جو حادثہ مسلمانان عالم کے لئے سب سے زیادہ صدمہ اور رُوحانی کوفت کا باعث ہُوا ہے۔ وُہ سرتاج اولیا حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہٗ کا اس دُنیا سے سفر ہے۔ حضرت کو اکثر دُنیا والے ایک نظر بطل جلیل، بُلند سیاست دان اور اعظم مفکر کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ مگر یہ تو آپ کے اُن اوصاف اور اثرات کا کچھ اثر تھا۔ جو باری تعالےٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ آپ ایشیا کی عظیمُ الشان یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے نہ صرف شیخ الحدیث تھے۔ بلکہ اس کے روحِ رواں تھے۔ ہندوستان کی جمعیتہ العلماء کو آپ کی صدارت پر اعتماد اور فخر تھا۔ آپ صحیح معنوں میں شیخ العرب والعجم تھے۔ تصوّف کے سِلسلۂ چشتیہ صابریہ میں اس بُلند ترین مقام پر فائز تھے۔ جس تک بعد والوں کی رسائی مشکل ہے۔ آپ کے وصال سے پیدا شُدہ خلا کا ظاہر ہونا آسان نہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص ترین بندے پر انوار کی بارش کرے آمین یا الہ العالمین۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت کے علوم و معارف مواعظ و علمی نکات کو باقاعدگی کے ساتھ شائع کیا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کے لیۓ وہ مشعلِ راہ ہوں۔ اگر حضرت کے متوسلین میں سے کوئی خوش نصیب بزرگ اس اہم کام کے لئے آمادہ ہوں تو احقر ان کے ساتھ خدمت کے لئے حاضر ہے۔ ورنہ بصُورتِ دیگر جس بزرگ کے پاس حضرت کی مکاتیب گرامی، کوئی تحریر، کوئی ضبط کیا ہوا مضمون مطبوعہ یا غیر مطبوعہ کلام ہو۔ احقر کو عاریتہً عنایت فرمائیں۔ اور ساتھ ہی اپنے قیمتی مشوروں اور تجاویز سے میری رہنمائی فرمائیں۔

دارالاشاعت والتبلیغ عنقریب حضرت کے آخری سفر کا حال بنام سرتاج الاولیاء شائع کر رہا ہے۔ جو حضرت کی علالت، تجہیز وتکفین کے حالات اور چنداں تصاویر پر مشتمل ہوگا۔ جن کی شرعاً اجازت ہے۔ شائقین حضرات پتہ ذیل پر مطلع فرمائیں۔

(خاکروب آستانہ مدنی۔ قاضی محمد زاہد الحسینی معرفت دارالعلوم محمدیہ شمس آباد ضلع اٹک۔)

شیخ الاسلامؒ کی یادگار

تلامذہ ومتعلقین حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اجتماع دارالعلوم سرحد پشاور میں مورخہ ۱۹ ؍ دسمبر ۱۹۵۷ء بروز پنجشنبہ منعقد ہوا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نافع مدظلہٗ صدر مجلس تھے۔ مندرجہ ذیل تجاویز باتفاق رائے منظور ہوئیں۔

۱۔ ایک ادارہ (ٹرسٹ) قائم کیا جائے جو

(الف) حضرت شیخ الاسلام کی یاد قائم کرنے کے لئے ایک تبلیغی ماہنامہ "نجات" جاری کرے۔

ب۔ اکابر علمائے دیوبند کی تبلیغی تصنیفات کی اشاعت کا انتظام کرے۔

۲۔ مکتبہ مدنیہ کے نام سے ایک کتبخانہ قائم کیا جائے جس میں ہر قسم کی علمی اور دینی کتابیں علماء اور عوام کے مطالعہ کے لئے جمع ہوں۔ فن حدیث کی اُردو کتُب اور صحیح بخاری سے متعلق ہر قسم کے شروح و حواشی، تخصیصات و رجال وغیرہ کتب کا ذخیرہ جمع کرنا اس مکتبہ کی خصوصیت ہو۔

مندرجہ بالا تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہوئی۔ جس کے داعی حضرت مولانا سید محمد ایوب جان صاحب بنوری مہتمم دارالعلوم سرحد ہوں گے۔

ادارہ کے بیالیس حصص بحساب پچیس روپیہ فی حصّہ حاضرین نے اسی وقت لینے منظور کئے۔ اور مزید حصص کے اشتراک کیلئے جد و جہد کا وعدہ فرمایا۔

اسلام کمیٹی موضع ڈھانڈی کا خصوصی اجلاس

آج مورخہ ۱۵؍ و ۱۶؍ دسمبر کی درمیانی شب حافظ محمد زکریا کے مکان پر سات سے لے کر نو بجے رات تک اسلام کمیٹی کا اجلاس زیر صدارت جناب حاکم خاں صاحب منعقد ہُوا۔ جس میں حضرت شیخ الاسلام سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کی وفات حسرت آیات پر گہرے صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت ممدوح کی روحِ مبارک کو ثواب پہنچایا۔

پروپیگنڈا سیکرٹری فضل الٰہی

مدرسہ انوار الاسلام اندرون موچی دروازہ لاہور

جس کے بانی حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب ہیں۔ مدرسہ ہذا کے اساتذہ کرام اور طلباء نے ختم قرآن پاک کرکے حضرت شیخ الہند مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک پر ثواب بخشا اور حضرت کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

حضرت مدنیؒ کی وفات حسرت آیات

عالم اسلام کیلئے بالخصوص اور اسلامیانِ کہروڑ پکاّ کے لئے بالعموم ایک شدید صدمہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہ آپ کے رُوحانی فیوض سے محروم ہو جانا قسمت کی کم نصیبی ہے۔ اللہ تبارک وتعالےٰ حضرتؒ کو جنت الفردوس میں داخل فرمائیں اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ اتحاد المسلمین اور حضرت قاری امیر الدین صاحب کے مدارس میں جملہ طلباء نے ختم قرآن مجید کرکے مدنیؒ کی روح کو ثواب بخشا اور تعطیل کر دی گئی۔ حضرت قاری محمد طیب صاحب کی خدمت میں تعزیتی تار بھیجا گیا۔

(ابو ظفر حاجی نور محمد منیجر مسلم نیوز ایجنسی) ۱۴؍ جمادی الاول کہروڑ پکا



منافقین کا جھوٹا ایمان



فرمودہ حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ (۶۳:۱)

ترجمہ :- جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق جھوٹے ہیں۔

درجہ تفسیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ مکرمہ میں تشریف فرما رہے۔ وہاں دو قسم کے لوگ تھے۔ ایک کھُلم کھُلا مسلمان اور دوسرے کھُلم کھُلا کافر۔ مسلمان تھوڑے تھے اور کافر زیادہ۔ وہ مخالفت کرتے تھے۔ آخر ہجرت ہوئی اور آپؐ مدینہ تشریف لائے۔ یہاں اکثریت مسلمانوں کی تھی جو انصار کہلائے وہ زمیندار تھے۔ یہودی بھی تھے جو تجارت پیشہ تھے اب آپؐ فقیری میں شاہی شان کے مالک ہوئے۔ فوج بھی تھی۔ سزا بھی دے سکتے تھے۔ بعض کمزور طبیعت کے لوگ تھے جو کھُلم کھُلا عداوت کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے بظاہر کلمہ پڑھ لیا۔ دل سے ایمان نہیں لائے۔ یہ منافقین کی نئی جماعت پیدا ہوئی۔ ان کا سردار عبداللہ بن ابی تھا۔ اس کے دل میں رقابت پیدا ہوئی۔ وہ جاہ طلب تھا۔ اس نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے میری تو عزت گئی۔ اسکی برادری مسلمان ہوئی۔ تو اسے بھی مسلمان ہونا پڑا۔ لیکن دل سے ایمان نہ لایا دل میں ایمان نہ ہو اور ایمان کا دعوےٰ کریں تو اللہ تعالےٰ رد کر دیتے ہیں۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ :- بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

ظاہری اعمال کرنے کا نام اسلام ہے۔ اور دل سے ماننے کا نام ایمان ہے۔ غرض منافقین کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد پیدا ہوئی اور ان کے سردار میں رقابت کا مرض پیدا ہوا کہ میری چودہراہٹ گئی۔ جھگڑا تو سارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا تھا۔ بظاہر کلمہ پڑھا۔ لیکن دل سے ایمان نہ لائے۔

قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ (ترجمہ) (کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں)۔ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن ان منافقوں کی گواہی سچی نہیں یہ جھوٹے ہیں۔ اور آپ کو رسول نہیں مانتے

عبداللہ بن ابی نے مرکز اسلام کے مقابلے میں مرکز نفاق بنایا۔ ایک مسجد بنا ڈالی تاکہ وہاں سازشوں کا اڈہ قائم کریں۔ اس کا نام اللہ نے مسجد ضرار رکھا۔ کہ یہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے ان میں تفریق ڈالنے اور کفر پھیلانے کے لئے بنائی گئی ہے

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًاۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ

(سورہ التوبہ رکوع ۱۳ پ ۱۱)

ترجمہ :- اور جنہوں نے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لئے مسجد بنائی ہے۔ اور واسطے گھات لگانے ان لوگوں کے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے لڑ چکے ہیں اور البتہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھی۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

جب حضورؐ غزوہ تبوک پر جانے لگے تو عبداللہ بن ابی نے آپؐ سے عرض کیا۔ ہماری مسجد میں آئیں۔ اور نماز پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جنگ سے واپس آئیں گے۔ تو نماز پڑھیں گے لیکن اللہ تعالےٰ نے جنگ سے واپسی پر راستے میں اطلاع دے دی کہ اس مسجد میں کبھی نہ جانا لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ ترجمہ :- تو اس مسجد میں کبھی کھڑا نہ ہو۔

پھر آپ نے اس مسجد ضرار کو تباہ کرکے وہاں اروڑی بنا دی۔ جہاں کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تھا۔

الاعتبار والتاویل

اس واقعہ سے کم از کم یہ بات تو صاف معلوم ہوتی ہے۔ کہ جب تک اللہ نے خبردار نہیں کیا۔ آپ کو منافقین کی سازش کا علم نہ ہوا۔ اگر پہلے جانتے ہوتے تو وعدہ کیوں کرتے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس مسجد میں جانے سے منع کر دیا اور سازش کو ظاہر کر دیا۔ تو آپؐ نے اسے تباہ کرکے اروڑی بنا دی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو سارا علم غیب دے دیا۔ فرق اتنا ہے کہ اللہ کا علم ذاتی ہے حضورؐ کا علم عطائی ہے۔ اگر سارا علم غیب دیا ہوتا تو آپؐ وعدہ نہ کرتے۔ اصل بات یہی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے بتایا تو علم ہوا۔ اس امر کا ثبوت ایک اور واقعہ سے بھی ملتا ہے۔ وہ قیامت کے دن ہوگا۔ اور حضورؐ نے اس کی اطلاع دنیا میں دے دی ہے۔ آپؐ حوض کوثر پر ہوں گے۔ اور مسلمان جماعتیں آئیں گی اور پانی پئیں گی۔ بعض جماعتیں آنا چاہیں گی۔ لیکن فرشتے روک دیں گے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ میں اُن سے کہوں گا۔ آنے دو۔ یہ تو میرے ہیں۔ فرشتے جواب دیں گے۔

اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔ ترجمہ آپؐ نہیں جانتے کہ آپؐ کے بعد انہوں نے کیا نئی نئی باتیں دین میں داخل کر لی تھیں۔ تب آپؐ فرمائیں گے۔ ہٹا دو ہٹا دو۔ جس نے میرے

بعد میرے دین میں تبدیلی کر دی ۔

حضورؐ کا رُتبہ سب انبیاء اور فرشتوں سے بلند ہے ۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ہم آپؐ کو خدا نہیں مانتے ۔ لیکن خدا کے بعد آپؐ کے برابر بھی کسی کو نہیں جانتے ۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنایا تو اللہ تعالےٰ نے انہیں کافر ٹھرایا ۔ مسلمان بھی پہلی قوموں کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو حضورؐ کو خدا بناتے ہیں ۔ اور اس قسم کی نعتیں پڑھتے ہیں ؎

شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہدوں
خدا خود رسولِ خدا بن کے آیا

درود و سلام است بے انتہا
کہ ظاہر بشر بُود باطن خدا

عرش پہ جو تھا مستوی ہوکر
مدینہ میں اُتر آیا مصطفےٰ ہوکر

یہ نیا دین ہے ۔ اصل دین وہ ہے جس پر حضورؐ اور آپ کے صحابہ کرامؓ تھے ۔ (ما انا علیہ واصحابی)

جو چیز حضورؐ کے ہاں سے آئی ہے وہ کھری ہے اور جو یہاں بنی ہے وہ کھوٹی ہے ۔ ہاں اگر ایک شخص اپنے لئے کوئی ذکر یا عبادت لازم کرتا ہے ۔ لیکن دوسروں کے لئے لازم نہیں کرتا تو وہ بدعت نہیں کہلائے گی ۔

بدعات ایجاد کرنے والے عالم لوگ ہی ہیں ۔ انہوں نے قرآن میں غور نہیں کیا ۔ ایسے لوگوں سے صرف ایک بات پوچھنی چاہیئے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ۔ صحابہ کرامؓ نے ایسا کیا ۔ اگر نہیں کیا تو تم خود کرو ۔ لیکن سب پر لازم نہ کرو ۔

حضورؐ نے فرمایا کہ بہتر سے بہتر آدمی عالم ہی ہو سکتا ہے ۔ اور بدتر سے بدتر آدمی بھی عالم ہی ہو سکتا ہے خود گمراہ ہوگا تو کئی لوگوں کو گمراہ کرے گا ۔ ایک بدمعاش اپنی ذات کیلئے بُرائی کرتا ہے ۔ لیکن گمراہ عالم لوگوں کو گمراہ کریگا ۔ جنت میں پہنچانے والے وہ عالم ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں احادیث خیر الانام ہوں ۔ اور ان دونوں کی روشنی میں خود بھی چلیں اور دوسروں کو بھی چلائیں ۔ اللہ تعالےٰ کا سب سے بڑا احسان ہے کہ کسی عالم ربانی کے سامنے زانوئے ادب

محمدی شان کا ایک اجمالی نقشہ

از جناب مولینا محمد سعید احمد صاحب ڈونگہ بونگہ (بہاولپور)

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو خدام الدین مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۷ء

جس رستہ سے نکل جاتے ۔ اُس رستہ میں مُدتوں خوشبو آتی رہتی ۔ شجر حجر ہر قسم کے جانور آپ پر سلام کہتے اس قسم کے تمام کمالات کامل انسان میں ہی پائے جا سکتے ہیں ۔ آپؐ کو اللہ تبارک وتعالےٰ نے کامل اور تمام انسانوں سے اعلےٰ انسان بنایا ۔ آپ تمام ملائکہ اور تمام انبیاء علیہ السّلام سے اعلےٰ تھے ۔ آپؐ کی نذیر کُل انسانوں میں ملنی محال ہے ۔ دُنیا میں صرف حضورؐ کو ہر قسم کے حالات اور واقعات کا تجربہ ہُوا ۔ آپ یتیمی سے بادشاہی کے درجے تک پہنچ گئے ۔ آپ نے بکریاں چرائیں ۔ تجارت اور ملازمت کی سپہ سالاری اور حکومت کی ۔ مُلک فتح کئے ۔ مقدموں کا فیصلہ کیا ۔ فاقے کے لئے قرضہ لیا ۔ دولت حاصل کی ۔ صاحب اہل و عیال تھے آپ کے دوست بھی تھے ۔ دشمن بھی ۔ مکہ شریف میں آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ نے دشمنوں کے مظالم برداشت کئے ۔ اور مدینہ منورہ میں سیاسی اقتدار قائم کیا ۔ لہٰذا ایک فقیر سے لے کر بادشاہ تک آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو زندگی کے ہر شُعبے میں مشعلِ راہ بنا سکتا ہے تاریخ عالم میں کوئی دوسری ہستی ایسے جامع کمالات نہیں ہوئی ؎

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

سبحان اللہ آپ کے کمالات کا کیا کہنا جامع کمالات اور منبع اخلاق تھے ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اخلاق کے متعلق دریافت کیا گیا ۔ تو فرمایا آپ کے اخلاق قرآن مجید ہے پتھر مارنے والوں پر آپؐ نے اپنی زبان مبارک سے پھول برسائے ۔ دُعا کی اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ۔ اے اللہ پتھر مارنے والوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کر دے ۔ آپ کی قوم قریش نے طیش میں آکر آپ پر مصائب کے پہاڑ ڈھائے ۔ حتیٰ کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جتنی تمام انبیاء علیہم السّلام کو تکلیفیں دی گئیں ۔ مجھ اکیلے کو دی گئیں ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود آپؐ پہاڑ سے زیادہ وقار کے ساتھ باطل کے سامنے سینہ سپر رہے ۔ تمام طاغوتی طاقتیں اس شمع صداقت کے بجھانے میں صرف ہو رہی تھیں ۔ مگر آپؐ اپنے اخلاق عالیہ سے پتھر جیسے دلوں کو موم کر رہے تھے ۔ آپ کو ساحر و مجنون کہا گیا ۔ گالیاں دی گئیں ۔ قید کیا گیا ۔ پتھر مارے گئے ۔ راہ میں کانٹے بچھائے گئے ۔ قتل کرنے کی کوشش کی گئی ۔ آپؐ کے پاس نہ فوج تھی ۔ نہ حکومت نہ تلوار ۔ بلکہ صرف خُلقِ عظیم تھا "وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" ۔ جس کا اثر یہ تھا ۔ کہ کفار کی بے نیام خُون آشام شمشیریں حق کے پیغام کو دبانے میں ناکام رہیں ۔ اور جہالت کی آندھیاں شجر اسلام کی بیخکنی نہ کر سکیں ۔ نور خدا کُفر کی حرکت پہ خندہ زن تھا ۔ اور زبانِ غیب ترجمانی سے اعلان ہو رہا تھا ۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝ (سورہ صف ۔ پ ۲۸)

ترجمہ ۔ یہ لوگ اللہ کے نُور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں ۔ اور اللہ اپنے نوُر کو کامل کرے گا ۔ اگرچہ کفار کو ناگوار ہو ۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

چنانچہ تمام اہلِ ضلالت کی پھونکیں اس چراغ ہدایت کو بجھا نہ سکیں ۔ ایمان کے نوُر نے کُفر کی ظلمت کو کافور کر دیا ۔ للّٰہیت شیطنت پر غالب آگئی ۔ علم و عرفان نے جہل و عصیان کو شکست دی ۔ حق نے باطل کو زیر کیا ۔ توحید نے مسند بچھائی ۔

شرک نے بستر سمیٹا۔ بتوں نے منہ چھپایا
اسلام منصۂ شہود پر آیا۔ سراج منیر کی
کرنوں سے کائنات کا کونا کونا جگمگانے
لگا۔ اسلام کا پودا اصلہا ثابت و فرعہا
فی السماء کا مصداق بن گیا۔ انسانوں کی
کایا پلٹ گئی۔ رحمۃ اللعٰلمین نے ان کو
فرش ذلت سے اُٹھا کر عرش عزت پر
بٹھایا۔ مشرک کو موحد کافر کو مسلم مخلوق
پرست کو خدا پرست۔ بُت پرست کو بُت
شکن۔ رہزن کو رہنما و جاہل کو عالم۔ خونخوار
کو غم خوار ذلیل کو عزیز۔ محکوم کو حاکم
اور غلام کو آقا بنا دیا۔ جو دنیا میں
سب سے زیادہ فاسق و فاجر تھے۔ تہذیب
و اخلاق میں دنیا کے اُستاد بن گئے۔
اور اُمۃ وسطا اور خیر اُمۃ قرار دیئے
گئے۔ جو سب سے زیادہ وحشی تھے۔ سب
سے زیادہ متمدن بن گئے۔ اور انہوں
نے رُوحانی قوت سے دنیا کو فتح کر کے
متمدن بنا دیا اور قیصر و کسریٰ جیسی
سلطنتوں کو سرنگوں کر دیا۔ جہالت کے
مجسموں نے علم کے علمبردار بن کر مشرق
سے مغرب تک علم کی شمعیں روشن کر
گئے۔ جو سب سے زیادہ جنگ جُو تھے۔
صلح و امن کے داعی بن گئے۔ جو سب
سے زیادہ گمراہ تھے۔ انہوں نے آسمانی
ہدایت کے آفتاب و مہتاب و نجوم بن
کر مخلوق کو صراط مستقیم دکھائی۔ اور
اس کے دلوں میں حُب الٰہی کی حرارت
پیدا کی اور اپنے خالق سے اس کا رشتہ
جوڑ دیا۔ کعبہ جو شرک کا گہوارہ تھا۔
توحید کا سرچشمہ بن گیا اور یدخلون
فی دین اللہ افواجا اور اشرقت الارض
بنور ربہا کے نظارے چشم فلک نے دیکھ
لیے۔ خلافت الٰہیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔
جس کے لئے آدم پیدا کیا گیا تھا۔
ایک انسان نے تنہا اپنی روحانیت اور
اخلاق سے یہ عظیم الشان اور عدیم المثال
انقلاب کیا۔ اس کی دوسری مثال تاریخ
عالم پیش کرنے سے عاجز ہے۔

سبحان اللہ جو فضیلت اور بزرگی
انبیاء علیہم السلام میں فرداً فرداً پائی جاتی
ہے۔ وہ سب آپ کی ذات جامع کمالات
میں جمعاً موجود تھی۔ گذشتہ تمام انبیاءؑ
میں جو بھی خوبی اور بزرگی تھی۔ اس کی
مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
اقدس میں بھی رکھی گئی تھی۔ کوئی بھی
تعریف کے قابل ایسی بات نہ تھی۔ جس
کے آپ اہل اور لائق نہ تھے۔ غرضیکہ
آپ کی ذات اقدس ایک ایسا صاف و
شفاف آئینہ تھا۔ جس میں تمام اولوالعزم
انبیاءؑ کی خوبیوں کا عکس بڑی تابانی کے
ساتھ پڑتا تھا۔ خداوند تعالےٰ نے بیت المقدس
میں تمام انبیاء کرامؑ کو آپ کے لئے جمع
کیا۔ جنہیں آپؐ نے نماز پڑھائی اور آپؐ
سب کے امام بنائے گئے ؎

فیا رب صل وسلم علیہ
متی فاح طیب ردائی نسیمہ

سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
فضائل و کمالات حد شمار سے باہر ہیں۔
عقل انسانی کی کیا طاقت ہے۔ کہ
ان تک رسائی حاصل کر سکے۔ زبان میں
کیا طاقت ہے کہ آپؐ کی تعریف و توصیف
بیان کر سکے اور قلم میں اتنی قدرت
کہاں ہے کہ کچھ لکھ سکے۔ اجمالاً اتنا جان
لیجئے کہ حضورؐ تمام انبیاءؑ کے قافلہ سالار
سب رسولوں کے سردار۔ سب میں افضل
اور سب کے خاتم ہیں آپؐ کے مرتبہ کی
حد ایک شاعر نے یہ بتلائی ہے ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سُبحان اللہ اس مالک الملک نے کیسی
شان عطا فرمائی۔ اگر آپ نہ ہوتے تو
زمین و آسمان۔ چاند و ستارے۔ درند
و پرند۔ حیوان۔ جن۔ انسان۔ فرشتے۔
بہشت و دوزخ کچھ بھی نہ ہوتے۔ یہ
جو کچھ بھی کائنات میں ہے۔ سب آپ
کے طفیل اور برکت سے ہے۔

در اصل نبوۃ دو قسم کی ہوتی ہے
ایک زمانی نبوۃ۔ دوسری ذاتی نبوۃ۔ اس
کی مثال ایسے ہے۔ جیسے سورج کی روشنی
ذاتی ہے۔ چاند۔ ستارے اور دیگر سب
روشنیاں زمانی ہیں۔ اصلی روشنی سورج
کی ہے۔ باقی تمام روشنیاں طفیلی اور
زمانی ہیں۔ ایسے ہی حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوۃ ذاتی ہے۔ باقی تمام انبیا علیہم السلام
کی نبوۃ زمانی ہیں۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نور نبوۃ کے مصدر اور منبع پاور
ہاؤس ہیں ؎

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ و آلہ

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم
توراۃ کی پیشینگوئی کے موافق دس ہزار
قدوسیوں کے ساتھ مکہ شریف پہنچے۔ اکڑتے
ہوئے نہیں۔ بلکہ جھکے ہوئے۔ سینے پھلائے ہوئے
نہیں۔ بلکہ دبتے ہوئے۔ رحم و کرم و مغفرت
درگزر کے پھول برساتے ہوئے جو ہتھیار
ڈالدے اس کو امن ہے۔ جو اپنے گھر کا
دروازہ بند کر لے اس کو امن ہے۔
جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اس
کو امن ہے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں
پہنچ جائے اس کو امن ہے۔ پھر ہندہ
کو دربار رسالت میں بُلوایا گیا۔ یہ وہ
ہندہ ہے۔ جس نے حضورؐ کے چچا
حضرت حمزہؓ کے کلیجہ کو چبایا تھا۔ اور
ہار بنا کر گلے میں ڈال کر اپنے دل میں
ٹھنڈک پائی تھی۔ اب ہندہ کو طرح طرح
کے خیال آتے ہیں۔ کہ نہ معلوم آج محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ذلت کی موت
کی گھاٹ سے اُتار دیں گے۔ مگر حاضر ہوتے
ہی رحمت کے سمندر سے حکم ہوا۔ ہندہ
کو امن ہے۔ جو ہندہ کے گھر میں یا
دیوار کے سایہ میں آ جائے اس کو بھی
امن ہے۔ پھر شیبی پر بیت اللہ شریف
کا کنجی بردار ہے۔ اس کو بلایا۔ شیبی کی
زبان میں لکنت۔ بدن میں لرزہ اور وقت
کی موت کے خطرہ سے دل دہل رہا تھا۔
مگر جود و کرم کے دریا نے حکم دیا کہ اے شیبی
کنجی ہمارے سامنے پھینک دے کنجی کو
پکڑ کر کے کندھوں سے اونچی کر کے فرمایا
جو کنجی تو نے ہم کو تھوڑی سی دیر کے لئے
دینی گوارہ نہیں کی تھی لے ہم تم کو وہی کنجی
عطا کرتے ہیں۔ تا قیامت تیرے اور تیری
اولاد سے کوئی نہیں لے سکیگا۔ چنانچہ آج
۱۳ صدیوں سے اوپر کئی سلطنتیں بدل
گئیں۔ مگر جس کو محمدؐ نے کنجی دی۔
وہ کنجی اسی شیبی کی اولاد میں چلی آ رہی ہے
اس کے بعد عام خطاب فرمایا۔ لا تثریب
علیکم الیوم۔ سبحان اللہ آج پتھروں
کے مارنے والے۔ گالیاں دینے والے۔
قتل کی دھمکیاں دینے والے دربار رسالت سے
اسلام کی دولت سے مالامال ہو کر جنت
کے وارث بنائے جا رہے ہیں۔ واہ رے تیری
جود و کرم۔ اپنی ذات کے لئے کبھی بھی
کسی سے بدلہ نہ لیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا
حریص علی المومنین۔ سبحان اللہ
کیسے اُمت کے غمخوار تھے۔ ساری ساری
رات اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ
پڑھتے رہے اور اُمت کے غم میں روتے
رہے۔ (باقی آئندہ)

نعت

(از جناب عبدالکریم صاحب ثمر)

اے صدرِ کون آیۂ لولاک تیری شان — اے رحمتِ تمام تو شرحِ تعیّنات
تیرے جلو میں خیلِ ملائک قدم قدم — قدسی ترے حضور میں محوِ تجلیات
تیرا خطاب صاحبِ خُلقِ عظیم ہے — تیرے اصول لطف و محبت نوازشات
تفسیر تیرے اسوۂ حسنہ کی ہے یہی — حُسنِ معاملات اور حُسنِ تعلقات
تُو نے معاشرے کو دکھائی ہے راہِ نو — آسان ہو گئی ہیں زمانے کی مشکلات
میرے خلوص و فکر کا مرکز ہے تیرا نام — میری نگارشات کا محور ہے تیری ذات
اب تک جنابِ خضرؑ ہیں جس کی تلاش میں — جاری ہے تیرے در سے وُہی چشمۂ حیات
محو جمال یار تھے گلزار میں خلیلؑ — "موسیٰ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات"
تو عین ذات می نگری در تبسّمی

جذبۂ ایماں

(از جناب میاں شہاب الدین صاحب تاج انبالوی حال میاں چنوں ضلع ملتان)

دل میں ذوقِ شغب و نالہ کشی پیدا کر — بادۂ شوق سے ہر دل کی پیالی بھر دے
روح میں مستی و دیوانہ وشی پیدا کر — یعنی ہر قلب میں اک جذبۂ عالی بھر دے
سینے میں ولولۂ عشقِ اویسِ قرنیؓ — جامِ خیام سے مستانِ ازل کو کیا کام
سر میں سودائے بلالِؓ حبشی پیدا کر — ساغرِ فقر میں صہبائے غزالی بھر دے

انجمن اہل سنت و الجماعت (رجسٹرڈ) شیخوپورہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام جامع عیدگاہ میں بتاریخ ۲۰ دسمبر منعقد ہوا۔ جس میں قاری محمد امین صاحب نے تقریر فرمائی آپ نے "اسلامی مجلس مذاکرہ" پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم کوئی ایسی بات برداشت نہیں کر سکتے جس میں قرآن اور سنت رسولؐ کے خلاف ذرہ برابر بھی بیحرمتی کا پہلو نکلتا ہو۔ آپ نے کہا مسلم لیگ کے دس سالہ عہد حکومت میں اسلام کے ساتھ جو مذاق کیا گیا۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ قدرت نے جو اس کا انجام کیا وہ سب پر عیاں ہے۔ اگر موجودہ حکومت بھی وہی وطیرہ اختیار کرے گی تو اس کا بھی وہی حشر ہوگا۔ آپ نے ان ۱۷ چینی خوبکاروں کی بھی مذمت کی۔ جس میں ۱۲ بے حیا نیم برہنہ عورتیں جگہ جگہ اپنے ناچ کے مظاہرے کر رہے ہیں۔ آپ نے پُرزور مطالبہ کیا کہ اسلامی مجلس مذاکرہ میں قادیانی سر ظفر اللہ بشیر الدین محمود، مولانا مودودی، منکر حدیث مسٹر غلام احمد پرویز اور بڑے بڑے یہودی علماء کو شریک نہ کیا جائے۔ پراپیگنڈہ سیکرٹری انجمن ہذا۔

سلسلۂ تبلیغ و اشاعت ۱۶ ۔ جس کے بندے ہیں اُسی کی بادشاہی چاہیئے ۔ اشتراکیانِ روس اور مادہ پرستوں کو دعوتِ اسلام زیر کتابت ہے۔ مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کے اخراجات میں مدد کر کے عنداللہ ثواب حاصل کریں۔

ابو احمد محمد عبداللہ لدھیانوی۔ مہتمم دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ مغربی پاکستان

بچوں کا صفحہ

اسلام

اسلام کے لفظی معنی اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں۔ چونکہ دین محمدی میں خدا تعالےٰ کے احکام کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ اس لئے اس دین کا نام اسلام ہے۔

اسلام زندگی بسر کرنے کا مکمل دستور العمل ہے۔ جو زمین اور آسمان اور تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والے خدا نے اپنے سچے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں بھیجا۔ تاکہ دنیا میں بسنے والے انسان اس کی پابندی کریں اور اس کے موافق عمل کرکے دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود حاصل کریں اور کامل انسان بن جائیں۔

اسلام ہر بری بات سے روکتا ہے۔ اور ہر اچھی بات کا حکم کرتا ہے اور دین و دنیا کی ترقی کی راہ بتلاتا ہے۔ اور انسان کو مہذب اور شائستہ اور متمدن بناتا ہے۔ اور انسانیت کے کمالات سے آراستہ کرتا ہے۔

مذہب اسلام ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس لئے کہ ہر زمانے میں خدا تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کے ذریعے مخلوق تک اپنے احکام بھیجے اور بہت مخلوق نے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی۔ سب سے آخر میں اپنے برحق رسول اور تمام رسولوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مکمل قانون (قرآن کریم) دے کر بھیجا۔ جس میں انسان کی خیر خواہی اور بھلائی کی تمام باتوں کو بتلایا اور بدخواہی اور برائی کی تمام باتوں سے منع فرما دیا ہے۔ یہ قانون انسان کو زندگی گزارنے کا طریقہ سکھلاتا ہے اور انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی پوری رہبری کرتا ہے۔

اب اس قانون میں کمی و بیشی کی ذرا گنجائش نہیں اور نہ کوئی شخص اس قانون کو چھوڑ کر حقیقی فلاح پا سکتا ہے۔ بلکہ یہ قانون اسی طرح قیامت تک کے لئے ہے۔ اور قیامت تک باقی رہے گا۔ پس جو شخص خدا اور رسول کے ہر حکم کی تابعداری اور فرمانبرداری کرکے اور اپنی زندگی اس کے بتائے ہوئے قانون کے موافق گزارے وہ کامل مسلمان ہے۔

اسلام کا کلمہ پڑھنے اور اس کے مفہوم کو دل سے سچا سمجھنے سے آدمی مسلمان بن جاتا ہے اس کلمہ کے مفہوم اور معنی کا سمجھنا اور اس پر پورا یقین ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اور اسی یقین پر اسلام کا دارو مدار ہے۔ جس قدر یہ یقین پختہ ہوگا اسی قدر اسلام اور ایمان پختہ اور مضبوط ہوگا۔ (ماخوذ)

آہ روحانی باپ

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ کے انتقال پُر ملال کی خبر سنتے ہی مدرسہ عربیہ سراج العلوم کبیر والا میں مکمل تعطیل کی گئی۔ اور تمام اساتذہ کرام اور طلباء نے کئی بار قرآن پاک ختم کرکے حضرت کی روح مبارک کو ثواب پہنچایا۔ رات کو تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ مدرسین حضرات نے تقریریں کیں حضرت مدنی کی دینی وسیاسی خدمات کو سراہا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالی آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپکو جوار رحمت میں جگہ دے

غلام یٰسین خادم مدرسہ عربیہ سراج العلوم کبیر والہ ضلع ملتان

حمد باری تعالےٰ

مرسلہ محمد اشرف جماعت پنجم مدرسہ رنگیاں جنگیاں۔

پہنچا رہی ہے بلبل یارب پیام تیرا
اور جھومتی ہیں کلیاں سن کر کلام تیرا

عالم کا ذرہ ذرہ سرشار ہو رہا ہے
دنیا کے میکدہ میں چلتا ہے جام تیرا

یہ ننھے ننھے طائر وقت سحر چمن میں
اے دو جہاں کے مالک لیتے ہیں نام تیرا

مندر میں سب پجاری مسجد میں سب نمازی
تجھ ہی کو پوجتے ہیں لیتے ہیں نام تیرا

پیغام تعزیت

شیخ الاسلام والمسلمین استاذ العرب والعجم سیدنا و مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کے انتقال پُر ملال اور وفات حسرت آیات کی جاں گسل اطلاع مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی میں ۷ر دسمبر کو موصول ہوئی۔ اس المناک وحشت خیز اور ہولناک خبر کے سنتے ہی مدرسہ کے تمام معلمین و متعلمین۔ اراکین و معاونین کے قلوب رنج و قلق غم و الم حسرت وملال کے بے پناہ طوفان سے لرزنے لگے۔ اور اس قدر ملال ہوا۔ جس کا نقشہ کھینچنے سے پائے قلم لنگ اور دست و دہان عاجز و قاصر ہیں۔ مولانا مدنیؒ عدیم النظیر و متبحر عالم اور بے مثیل بزرگ کے عالم آخرت کو رحلت کرنے سے کائنات عالم میں ایک ایسا عظیم اور زبردست خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا پُر ہونا محالات سے ہے۔ واقعی مولانا اس دور کی ایک ایسی عظیم الشان اور جلیل القدر ہستی تھے کہ اگر ہم چراغ فکر لے کر بھی آپ کا مماثل تلاش کرنیکی غرض سے نکلیں تو بھی آپ کے پایہ کا آدمی ملنا محال ہے۔ مدرسہ میں پانچ قرآن کریم کا ختم کرواکر حضرت کی روح پُر فتوح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ ختم قرآن کے بعد طلباء کو آپؒ کی عظیم ہستی سے روشناس کیا گیا۔ آخر خدائے کریم کی بارگاہ عالیہ میں دعا ہے کہ وہ حضرت مولانا کے مراتب کو بلند فرمائیں اور آپؒ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں — والسلام (مولانا) فضل محمد (صاحب) از مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
قیمت ۴ر

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۶ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری TBC-۲۷۳، ۲۴۸۱ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ ۱۱ر
ششماہی ۶ر

انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور کی مطبوعات

۱- خلاصۃ المشکوٰۃ	مجلد قیمت	۱/۴/-
۲- ۳۴ رسائل کا سیٹ	مجلد ″	۲/۸/-
۳- مجلس ذکر حصہ اول	مجلد	۱/-/-
۴- ″ ″ دوم ″		۱/-/-

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔